QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اسلامی مالیاتی نظام میں محصولات کا فلسفہ

Philosophy of Taxation in the Islamic Financial System

Muhammad Umar Khan (Corresponding Author)
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University Mardan, Khyber Pakhtunkhwa, Pakistan.
Email: Bangash9292@gmail.com
Dr. Muhammad Usman
Government High School No.2 Kohat, Khyber Pakhtunkhwa, Pakistan.
Email: muhammadusman21041988@gmail.com

Abstract

In the contemporary era, the system of the state and its prosperity and development depend greatly on the strength of its economy. A country whose economy is weak lacks the capacity to achieve success in any field. The stability of a national economy primarily relies on strong sources of revenue. Among the various sources of state income, taxation or public revenues constitute one of the most important means. The system of taxation is neither a new concept nor a modern invention; rather, it has existed since ancient times. In Rome and ancient Greece, taxes were imposed on consumer goods. Import taxes were often given greater preference and importance compared to taxes collected from domestic products. In times of emergency, taxes were also levied on property. The type of state envisioned by Islam assigns the responsibility of providing the basic economic necessities of life to its citizens as a fundamental duty of the Islamic state. In other words, considering economic needs, an Islamic state bears even greater responsibility than a modern welfare state; thus, an Islamic state may be regarded as more welfare-oriented than contemporary welfare systems. Consequently, an Islamic state pays full attention to its sources of revenue. Among these sources, taxation and similar public levies are not only considered necessary but have also been regulated through formal legislation in Islam. It is a well-established fact that before the advent of Islam, people were burdened under heavy and oppressive taxation systems. Islam liberated people from this hardship and introduced a simple, balanced, and easily understandable system of taxation. In the Islamic economic system, the purpose of collecting taxes is not merely to meet governmental expenditures but also to support the poor, the unemployed, debtors, and persons with disabilities. This article aims to examine the nature and structure of the taxation system within an Islamic state and to explore the guidance provided by the Qur'an and Sunnah, as well as the opinions and practices of the Companions (Sahabah), the Successors (Tabi'un), and the classical and later scholars of the Muslim Ummah regarding this subject.

Keywords: *Islamic Financial System; Taxation in Islam; Public Revenue; Islamic State Economy; Welfare State in Islam; Islamic Economic Principles; Fiscal Policy in Islam; Zakat and Public Finance; Islamic Taxation System; Economic Justice in Islam; State Revenue Sources; Qur'an and Sunnah Guidance; Islamic Public Finance; Socio-economic Welfare; Classical Islamic Scholarship.*

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

مقدمہ:

دور حاضر میں نظام ریاست اور اس کی خوشحالی اور ترقی میں معیشت کا بہت اہم کردار ہے۔ جس ملک کی معیشت مضبوط نہ ہو وہ کسی بھی میدان میں کامیابی حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ ملکی معیشت کی مضبوطی کا دارومدار اور انحصار بہترین آمدن پر ہے۔ ریاست کی آمدن میں دوسرے ذرائع کے ساتھ ساتھ محصولات یا ٹیکس ایک انتہائی اہم ذریعہ ہے۔

نظام ٹیکس کوئی نئی اصطلاح یا نئی چیز نہیں۔ یہ قدیم زمانے سے رائج چلا آرہا ہے۔ روم اور قدیم یونان میں استعمال کی اشیاء پر ٹیکس لاگو کیا گیا۔ درآمداتی ٹیکس کو ملکی مصنوعات سے حاصل ہونے والے ٹیکس پر زیادہ ترجیح اور اہمیت دی جاتی تھی۔ ہنگامی صورت حال میں جائیداد پر بھی ٹیکس لگایا جاتا تھا۔ اسلام نے جس قسم کی ریاست کا تصور دیا ہے اس میں اس اسلامی ریاست کے شہری کو ابتدائی معاشی ضروریات کی مکمل فراہمی اس اسلامی ریاست کا ایک فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ گویا معیشت کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر جتنا ایک جدید فلاحی ریاست ذمہ دار ہے ایک اسلامی ریاست اس سے بدرجہ اولیٰ ذمہ دار ہے اور اس لحاظ سے ایک اسلامی ریاست ایک فلاحی اور جدید ریاست سے زیادہ فلاحی ہے۔ چنانچہ ایک اسلامی ریاست بھی اپنی آمدن کے ذرائع پر مکمل توجہ دیتی ہے۔ ایک اسلامی ریاست کی آمدن کے ذرائع بھی محصولات یعنی ٹیکس یا اس قسم کی سرکاری وصولیاں نہ صرف ضروری قرار دی گئی ہیں بلکہ اس حوالے سے اسلام نے باقاعدہ قانون سازی بھی کی ہے۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ قبل از اسلام لوگ محصولات کے بھاری بوجھ کے نیچے دبے ہوئے تھے۔ اسلام نے لوگوں کو اس مصیبت سے آزادی دی اور محصولات کا ایک آسان، سادہ اور عام فہم نظام متعارف کروایا۔ اسلامی نظام معیشت میں محصول کی وصولی کا مقصد صرف حکومت کے اخراجات کو پورا کرنا نہیں بلکہ غرباء، بے روزگاروں، قرض داروں اور معذوروں کی مدد ہے۔

اس مضمون میں اس بات کا جائزہ لینا مقصود ہے کہ اسلامی ریاست کے اندر محصولات کا نظام کیا ہے اور کس قسم کا ہے؟ قرآن و سنت، صحابہ کرام، تابعین اور امت کے علماء متقدمین اور متاخرین کی رائے اور عمل اس حوالے سے کیا رہا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلامی ریاست کو زکوۃ کی وصولی کے بعد کوئی ٹیکس بھی لینے کا حق حاصل ہے؟ اور موجودہ دور میں ایک اسلامی ریاست کا محصول بارے کیا لائحہ عمل ہونا چاہیئے؟ اور اسلامی ریاست کا یہ اقدام کس طرح ایک جدید فلاحی اسلامی ریاست بننے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے؟

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

مبحث اول: محصولات (ٹیکس) کا مفہوم

اس مضمون کو سمجھنے کے لیے اس بات کو سمجھنا ضروری ہے کہ ٹیکس سے کیا مراد ہے؟ یا اس کا مطلب اور مفہوم کیا ہے؟

اس ضمن میں جب ہم اس موضوع کے ماہرین کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ٹیکس کی متعدد تعریفات سامنے آجاتی ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں ٹیکس کو "عام سرکاری مقاصد کے لیے لازمی محصولات" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ 1

انسائیکلوپیڈیا آف سوشل سائنسز میں ٹیکس کی تعریف یوں کی گئی ہے، "ٹیکس ایک عام تصور ہے جو حکومتوں ک ذریعے لوگوں اور تنظیم سے قانون کے استعمال سے دیگر قیمتی چیزوں پر رقم نکالنے کے لیے استعمال ہوتی ہے "2

پروفیسر ڈالٹن نے ٹیکس کی تعریف کچھ اس طرح کی ہے، "محصول وہ ضروری مطالبہ ہے جو حکومت کی جانب سے رعایا پر لاگو کیا جاتا ہے "3

اصطلاح میں ٹیکس سے مراد وہ رقم ہوتی ہے جو ریاست اپنی ضروریات پورا کرنے کے لیے مختلف شکلوں میں رعایا سے وصول کرتی ہے۔ اگر ریاست کے لوگ وقت مقررہ پر ٹیکس ادا نہ کریں تو ریاست اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا حق رکھتی ہے۔

مبحث دوم: قرآن کریم اور محصولات

ریاست اسلامی کی اجتماعی فلاحی کاموں اور منصوبوں کی تکمیل کے لیے اسلام کے مالیاتی نظام میں تقریباً دس بارہ ذرائع آمدن رائج ہیں۔ اسلامی حکومت ان ذرائع کے سوا جو ٹیکس ہنگامی صورت حال میں عائد کرتی ہے علماء فقہ ان محصولات کو نوائب وضرائب کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ان نوائب وضرائب کے متعلق احکامات قرآنی آیات سے ملتے ہیں۔

چند آیات کریمہ کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

"فات ذاالقربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل" 4

'اور رشتہ داروں اور مسکین اور مسافر وہ حق ادا کرو جو تم پر واجب ہیں'

"و فی اموالھم حق للسائل والمحروم" 5

'اور ان کے مالوں میں مانگنے والوں اور تنگ دستوں کا حق ہے'

"ویسئلونک ما ذا ینفقون قل العفو" 6

'اور وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں آپ فرما دیجیے، جو ضرورت سے زیادہ ہو'

احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ میں ٹیکس کا ذکر:

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

محصولات یا ہنگامی صورت حال میں ٹیکس کے نفاذ کے متعلق جن احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ سے دلیل لی جاتی ہے ان میں سے بعض کا ذکر یہاں کرتے ہیں،

"حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، "تیرے مال میں زکوٰہ کے علاوہ بھی حقوق ہیں"7

فاطمہ بنت قیس فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "بے شک تمہارے مالوں میں زکوٰہ کے علاوہ بھی حقوق ہیں"8

فرمایا، "روز محشر بہت سے امراء غرباء کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہوں گے۔ یہ غرباء اللہ کی بارگاہ میں شکایت کریں گے کہ اے اللہ ان امراء نے ہمارے حقوق ادا نہیں کیے جو ان کے ذمہ تھے"9

مبحث سوم: محصولات کا اسلامی نظام تاریخ کی نظر میں

محصولات کے اسلامی نظام کو جاننے کے لیے درجہ ذیل ادوار کے محاصل کا نظام جاننا ضروری ہے۔

1: دور نبوی ﷺ کا نظام محصولات

بعثت کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ظلم کے تمام نظام ختم کر کے ان کی جگہ اسلام کے پیش کردہ منصفانہ اور عادلانہ اقتصادی اور معاشی نظام کو لاگو کیا اور لوگوں کے ساتھ ہونے والے تمام قسم کے معاشرتی، معاشی اور سیاسی ظلم و جبر کا خاتمہ کیا۔ جب وسیع پیمانے پر اسلامی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور مال غنیمت کثیر مقدار میں حاصل ہوا تو اسلام کے مالیاتی نظام اور محصولات کے نظام کا دور شروع ہوا۔ ریاست اسلامی میں ریاستی خزانہ کو بیت المال کے نام سے موسوم کیا گیا۔ بیت المال کی بنیاد نبی کریم ﷺ کے بابرکت ہاتھوں سے پڑی۔ مختلف ذرائع آمدن سے جو رقم اور چیزیں بیت المال میں آتی تھیں وہ مستحقین میں بانٹ دی جاتی تھیں۔ اس میں خراج، جزیہ، مال غنیمت، مال فے، زکوٰۃ اور عشر وغیرہ کی آمدن شامل ہوتی تھی۔

ڈاکٹر حمید اللہ کے مطابق: "حکومت کی آمدنی کی نگہداشت بھی ضروری تھی اور یہ کام حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے سپرد تھا جو مؤذن بھی تھے اور وزیر خزانہ بھی"10

حضور ﷺ کے دور مبارک میں اسلامی ریاست کے آمدن کے ذرائع میں جزیہ، عشر زکوٰۃ، خراج، مال غنیمت، مال فے، صدقات نافلہ، اوقاف، اموال فاضلہ اور قرض حسنہ وغیرہ شامل تھے۔

2: خلفائے راشدین کے دور کا نظام محصولات

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

دور خلفائے راشدین میں بھی وہی محصولاتی نظام رائج تھا جو نبی کریم ﷺ کے مبارک دور میں لاگو تھا۔ البتہ اسلامی ریاست کی سرحدیں وسعت اختیار کر گئی تھیں اور ریاست اسلامی کے ذرائع آمدن میں کئی گنا اضافہ ہو گیا تھا۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کے مطابق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پہلے سال جب مال تقسیم ہوا تو ہر شخص کے حصے میں سات درہم آئے اور جب دوسرے سال تقسیم ہوا تو ہر شخص کو بیس درہم ملے۔ 11

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عراق فتح ہوا تو آپ نے فتح کی ہوئی زمین مجاہدین میں بانٹنے کی بجائے اس کو بیت المال کی ملکیت میں رکھ کر وہی زمین سابقہ کاشتکاروں کے پاس رہنے دی اور ان پر خراج نافذ کیا۔12

آپ رضی اللہ عنہ نے تجارتی گھوڑوں پر زکوۃ نافذ کی اور جو تاجر دوسرے ملکوں سے آتے تھے ان پر عشر مقرر کیا۔ اس عشر کی شرح دارالحرب سے آنے والے تاجروں کے لیے دس فیصد، ذمیوں پر پانچ فیصد اور مسلمان تاجروں پر اڑھائی فیصد مقرر کی گئی۔ جس مال کی قیمت دو سو درہم سے تھی ان پر عشر معاف کیا گیا۔ 13

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں پندرہ ہجری میں بحرین کا خراج پانچ لاکھ درہم موصول ہوا تو آپ نے باقاعدہ بیت المال کی بنیاد رکھی اور عبد اللہ بن ارقم کو بیت المال کا نگران مقرر کیا۔14

3: بنو امیہ دور کا نظام محصولات

اموی خلفاء میں سے خلیفہ عبد الملک بن مروان نے مالیات کے اندر کچھ اصلاحات کیں۔ عبد الملک بن مروان نے الجزیرہ علاقہ کے بسنے والے لوگوں کی آمدن اور اخراجات کی تفصیلات معلوم کیں اور ان لوگوں پر ان کی سالانہ بچت کی مناسبت سے سالانہ ٹیکس عائد کیا جو تقریباً چار دینار تھا۔15

حضرت عمر بن عبد العزیز سے پہلے جو اموی خلفاء گزرے انھوں نے رعایا پر بہت زیادہ ٹیکس عائد کیئے اور بیت المال کی دولت اپنی ذاتی اخراجات میں استعمال کی۔ ابو الاعلیٰ مودودی نے لکھا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے ایک شاہی فرمان میں ان بے رحمانہ محصولات کی تفصیل بیان کی ہے۔16

بنو امیہ دور میں خوارج کو جن علاقوں پر غلبہ حاصل تھا وہ لوگوں سے جبراً زکوۃ وعشر اور اسکے علاوہ دیگر محصولات وصول کرتے تھے۔ اس وقت کے علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ سرکار دوبارہ لوگوں سے ٹیکس وصول نہیں کر سکتی۔ سرکار کو ٹیکس وصول کرنے کا تب حق ہے جب وہ عوام کی حفاظت کرے۔17

4: بنو عباس دور کا نظام محصولات

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

جب 132ھ میں خلافت بنو امیہ کا خاتمہ ہوا اور خلافت بنو عباس کو ملی تو خلافت بنو عباس میں بھی بنو امیہ دور کی نوعیت کا نظام ٹیکس عائد رہا۔ سرکاری آمدن کے اہم ذرائع زکوٰۃ، عشر، جزیہ اور خراج وغیرہ تھے۔ ابو جعفر منصور نے بھی کچھ مالیاتی اصطلاحات کیں۔ وہ سرکاری زمین جو لوگوں نے حضرت عمر بن عبد العزیز کے بعد اپنی ملکیت میں لی تھیں وہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے دوبارہ سرکاری ملکیت میں دے دیں۔18

خلیفہ ابو جعفر منصور کے بیٹے خلیفہ المھدی نے خراج کے نظام میں کئی اصلاحات کیں۔ اس نے خراج بالمساحۃ کے بدلے خراج بالمقاسہ کو رواج دیا اور اس کی نئی شرح مقرر کی۔19

خلیفہ المھدی کے بعد خلیفہ ہارون الرشید نے امام ابو یوسف سے ٹیکس کی شرح کے بارے میں رائے مانگی۔ امام ابو یوسف نے ایک کتاب "کتاب الخراج" کے نام سے لکھ دی اور خلیفہ کو پیش کی تو خلیفہ ہارون الرشید نے ان تمام سفارشات کو لاگو کیا جو اس کتاب میں کی گئی تھیں۔20

مبحث چہارم: ٹیکس کا جواز اور عدم جواز

ٹیکس کے جائز ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں علماء اسلام کا اختلاف ہے۔ علماء کی ایک جماعت زکوٰۃ و عشر کے علاوہ ریاست اسلامی کو ضرورت پڑنے پر ٹیکس وصول کرنے کے حق میں ہے۔ اور علماء کا دوسرہ گروہ زکوٰۃ وعشر کے علاوہ محصول کے جواز کے حق میں نہیں ہے۔ اور محصولات کو شریعت کے خلاف قرار دیتے ہیں۔ ذیل میں علماء کے ان دونوں ھروہ کی رائے اور دلائل پیش کی جاتی ہیں۔

1: ٹیکس کو ناجائز قرار دینے والے علماء کا موقف

وہ علماء جو زکوٰۃ و عشر کے علاوہ ٹیکس جو سرکار کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔ اس کو شریعت کے خلاف سمجھتے ہیں اور اپنی رائے احادیث مبارکہ سے ثابت کرتے ہیں، حدیث مبارکہ ہے، "اذا ادیت زکوۃ مالک فقد قضیت ما علیک"21
'جب تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ دے دی تو تجھ پر جو فرض تھا وہ تم نے پورا کر دیا۔

اسی طرح ترمذی شریف میں حدیث موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ کی ادائیگی کا ذکر کیا تو ایک شخص نے پوچھا "هل علیَّ غیر ها" کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ فرض ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "لاالا ان تطوع" نہیں اس کے علاوہ اگر آپ رضاکارانہ طور پہ کچھ دیتے ہو۔22

ایک اور حدیث پاک میں فرمایا، "لیس فی المال حق سوی الزکوٰۃ" "زکوٰۃ کے علاوہ مال میں اور کچھ فرض نہیں'23

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

ٹیکس کے عدم جواز کا قول کرنے والے علماء میں امام شعرانی، الماوردی اور شوکانی وغیرہ جیسے بڑے علماء شامل ہیں۔ماوردی مذکورہ بالا حدیث سے دلیل لیتے ہوئے فرماتے ہیں،"لا یجب علی المسلم فی مالہ حق سواھا""زکوٰۃ کے علاوہ مسلمان کے مال میں کچھ اور فرض نہیں'24

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ، علماء اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ زکوٰۃ کے علاوہ مال میں کوئی ٹیکس نہیں ہے۔25

علامہ شوکانی کا موقف ہے،" لیس علیھم غیر الزکوٰۃ من الضرائب والمکس ونحوھا""مسلمانوں پر زکوٰۃ کے علاوہ کوئی محصول یا اس جیسی کوئی ادائیگی واجب نہیں'26

علامہ علاؤالدین علی الھندی لکھتے ہیں کہ،"ان اتمام اسلامکم ان تؤ دوا زکوٰۃ اموالکم""تمہارہ اسلام کا پورا کرنا یہ ہے کہ تم اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو'27

مطلب یہ ہوا کہ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد مسلمان پر کوئی اور مالی فریضہ نہیں ہے۔

علامہ سرخسی کی رائے ہے کہ،"یہ حکم تو اس وقت کے لیے تھا کیونکہ اس وقت جہاد اور مصیبت میں اعانت ہوا کرتی تھی اور ہمارے وقت میں تو اکثر محصول ظلم سے لیے جاتے ہیں۔تو جس شخص لے لیے ممکن ہو وہ اپنے آپ سے اس ظلم کو دور کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے"28

علامہ سرخسی نے صرف یہ نہیں کہ ٹیکس کے نظام کو ظلم کہا بلکہ مسلمانوں کو ٹیکس ادا نہ کرنے پر ابھارہ اور فرمایا کہ جو اس ظلم کا مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں ان کو چاہیے کہ ان لوگوں کی مدد کریں جو ظالم حکومت کے خلاف کھڑے ہیں۔29

امام غزالی فرماتے ہیں کہ،"جب لشکر کے پاس مال کثیر ہو تو خراجی زمینوں پر مزید ٹیکس لاگو کرنے کی گنجائش نہیں"30

مولانا مودودی کا موقف ہے کہ،"اگر کوئی حاکم اپنی ذاتی عیاشیوں کے لیے لوگوں پر ٹیکس عائد کرتا ہے تو یہ ایک حرام فعل ہے اور عوام کو اس قسم کے ٹیکس ادا نہیں کرنے چاہئیں"31

2: ٹیکس کو جائز قرار دینے والے علماء کا موقف

ریاست اسلامی کا مقصد ایک معاشرے کا قیام ہے جو فلاحی ہو، جس میں لوگوں کی ضروریات پوری ہو سکے، ہر فرد کو خوراک، لباس اور رہائشی سہولیات میسر ہوں اور مستحق افراد کی ضروریات پوری کرنا اہل ثروت افراد کی ذمہ داری ہے۔اب یہ معلوم کرنا مقصود ہے کہ اگر زکوٰۃ و عشر سے مستحق افراد کی ضرورتیں پوری کرنا ممکن نہ ہو تو اسلامی ریاست دیگر ٹیکس لاگو کر سکتی ہے یا نہیں؟

علماء کا ایک گروہ اس قسم کے ٹیکسوں کو ضرائب و نوائب میں شمار کرتا ہے اور جائز قرار دیتا ہے۔ان کے دلائل درجہ ذیل ہیں۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

قرآن پاک ارشاد ہو،"فات ذاالقربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل""اور رشتہ داروں اور مسکین اور مسافر وہ حق ادا کرو جو تم پر واجب ہیں'32

ایک اور جگہ فرمایا،"و فی اموالھم حق للسائل والمحروم" 'اور ان کے مالوں میں مانگنے والوں اور تنگ دستوں کا حق ہے'33

ایک اور جگہ فرمایا،"ویسئلونک ما ذا ینفقون قل العفو" 'اور وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں آپ فرما دیجیے، جو ضرورت سے زیادہ ہو'34

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،"فی مالک حق سوی الزکوٰۃ" 'تیرے مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حقوق ہیں'35

ترمذی شریف کی حدیث ہے،"ان فی المال حق سوی الزکوٰہ""بے شک مال میں زکوٰہ کے علاوہ بھی حق ہے'36

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے،"ان اللہ تعالیٰ فرض علیٰ الاغنیاء فی اموالھم بقدر ما یکفی فقرائھم""بے شک اللہ تعالیٰ نے مالداروں پر اتنے مال کی ادائیگی فرض کی ہے جو فقیروں اور حاجت مندوں کے لیے کافی ہو جائے'

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے، ایک شخص اونٹنی پر سوار ہو کر آیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس زیادہ سواری ہو تو وہ اس کو دے دے جس کے پاس نہ ہو۔ اور جس کے پاس سامان خوراک زیادہ ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس نہ ہو۔ اور آپ نے مختلف اموال کا ذکر فرمایا حتیٰ کہ ہم سمجھنے لگے کہ اگر ہمارے پاس ضرورت سے زیادہ سامان ہو تو اس میں ہمارا کوئی حصہ نہیں۔

فقہائے کرام میں سے امام شعبی، ابن حزم، امام ابو یوسف، عطا بن ابی رباح، طاؤس، امام ابو عبید القاسم بن سلام اور حماد بن سلمہ کا بھی یہی موقف ہے کہ ہنگامی حالات میں اسلامی حکومت زکوٰۃ و عشر کے علاوہ ٹیکس بھی لاگو کر سکتی ہے۔

3: ٹیکس کے جواز اور عدم جواز کے قائلین کے موقف کا تقابلی جائزہ

فقہاء کرام نے ہنگامی ٹیکس کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔

(1) ایسے ٹیکس جو عمومی مصلحت کی بناء پر جائز طریقے سے لاگو کیے جاتے ہیں۔

(2) وہ ٹیکس جو ظالم حکمران اپنی ذاتی مفاد کی خاطر لاگو کرتے ہیں اور جن میں مفاد عامہ کا پہلو نہ ہو۔ ان ٹیکسوں میں بعض وقتی طور پر اور ہنگامی صورت حال میں لاگو کیے جاتے ہیں اور بعض ہمیشہ اور دوامی ہوتے ہیں۔ غرض یہ کہ ایسے ٹیکس جو عمومی مصلحت کی بناء پر

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

لاگو کیے جاتے ہیں ان کے متعلق علماء فقہ کا موقف ہے کہ ان کی ادائیگی ریاست کی رعایا پر فرض ہے۔ لیکن ایسے جدید ٹیکس جن سے عوام کا مفاد وابستہ نہ ہو ایسے ٹیکسوں کی ادائیگی بارے فقہاء کا اختلاف ہے۔

صاحب ہدایہ کا موقف ہے کہ اگر ہنگامی ٹیکس ہمارے زمانے کی طرح ہوں تو اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ اور علامہ فخر الاسلام بزدوی بھی ان علماء میں شامل ہے جو اس کے جواز کے قائل ہیں۔ امام فخر الاسلام علی بزدوی کا موقف ہے کہ اگر ریاست کا مطالبہ موجود ہو تو یہ ٹیکس صحیح ہو جاتی ہے خواہ مطالبہ حق پر ہو یا باطل پر۔

ماوردی نے ہنگامی ٹیکس کے بارے میں فرمایا کہ، سرکار ٹیکس کی وصولی میں عوام پر ظلم نہ کرے۔ اور عوام جائز اور مفاد عامہ کے لیے لگائے گئے ٹیکس کے معاملے میں ریاست کے ساتھ تعاون کریں۔ اس حوالے سے آپ نے ایک جامع جملہ لکھا ہے کہ، "لان الزیادۃ ظلم فی حقوق الرعیۃ والنقصان ظلم فی حقوق بیت المال "' کیونکہ ٹیکس کے حوالے سے زیادتی عوام پر ظلم ہے اور ٹیکس میں کمی بیت المال پر ظلم ہے'

4: ہنگامی ٹیکسوں کے مقاصد

ہنگامی ٹیکس تین مقاصد کے لیے لاگو کیے جاتے ہیں۔

(1) جب شرعی محاصل سے ملنے والی آمدن ملک کے بنیادی فرائض جہاد، دفاع، دعوت اسلام، تعلیم و تربیت، کفالت عامہ اور قیام عدل کے لیے ناکافی ہو۔

(2) جب ریاست اسلامی کو ملک کی تعمیر و ترقی اور حکمرانی کے اخراجات پورے کرنے کے لیے مزید مال کی ضرورت ہو۔

(3) جب ریاست کو معاشرے کے اندر غیر مساوی طور پر تقسیم دولت اور عدم توازن کو ختم کرنے کی ضرورت پڑے۔

اس متعلق ابن حزم کی رائے ہے کہ ریاست کے مالدار لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے ملک کے غریبوں کی کفالت کریں۔ اگر زکوٰۃ اور مال فے کی آمدن غریبوں کی کفالت کے لیے کافی نہ ہوں تو حکمران مالداروں کو غریبوں کی کفالت کرنے پر مجبور کرے گا۔

اکثر علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ اگر بیت المال میں رقم ختم ہو جائے تو مزید ٹیکس لاگو کر کے رقم جمع کی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر بیت المال خالی نہیں ہے تو ایسا کرنے کا جواز نہیں۔ علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسلمانوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد اگر پھر بھی ضرورت پڑے تو اس کے لیے ٹیکس لاگو کر کے مزید مال جمع کرنا ضروری ہے۔ امام مالک کے قول کے مطابق مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے قیدیوں کو فدیہ ادا کر کے چھوڑائیں خواہ اس کے لیے ان کو سارا مال خرچ کرنا پڑے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

5: ٹیکس کب اور کن چیزوں پر عائد کیا جائے

اس بارے میں اسلامی شریعت نے یہ ہدایت کی ہے کہ کسی شخص پر اتنا بوجھ نہ ڈالا جائے جو اس برداشت سے باہر ہو۔ اور اس علاوہ شریعت نے کوئی پابندی نہیں لگائی۔ آج کل یہ ٹیکس اشیاء کی پیداوار، اشیاء کی خرید و فروخت، بر آمدات، درآمدات سرمایہ اور جائیداد پر لاگو کیا جاتا ہے۔ ریاست اسلامی مفاد عامہ اور عدل و انصاف کی خاطر ہنگامی صورت حال میں عارضی طور پر بھی کوئی ٹیکس لاگو کر سکتی ہے۔ البتہ یہ ہنگامی ٹیکس اسلامی ریاست اس وقت لاگو کر سکتی ہے جب زکوٰۃ، عشر، خراج، جزیہ، مال غنیمت، مال فے اور دیگر ذرائع آمدن سے اتنی آمدن نہ ہو جو ریاست کی فلاحی ضروریات کو پورا نہ کر سکے۔ جنگی صورت حال، زلزلہ، سیلاب اور قحط وغیرہ کی صورت میں ریاست مالداروں پر مزید ٹیکس لاگو کر کے کفالت عامہ اور اپنی دفاعی ضرورت کو پورا کر سکتی ہے۔

خلاصہ کلام:

اسلامی حوالے سے ٹیکس کی حیثیت اور زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے ٹیکسوں کے جائز ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں علماء کے اختلاف سے یہ بات عیاں ہو گئی کہ ریاست ضرورت کے پیش نظر زکوہ و عشر کے علاوہ اور بھی ٹیکس لاگو کر سکتی ہے۔ لیکن ریاست کی ذمہ داری ہے کہ اس متعلق اسلامی تعلیمات کو مد نظر رکھے۔ کیونکہ اسلام اس بات کو بالکل پسند نہیں کرتا کہ سرکار عوام پر کوئی ناجائز ٹیکس لاگو کرے یا ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کوئی مالی ادائیگی کا مطالبہ کرے۔ اس ضمن میں اگر نظر دقیق سے دیکھا جائے تو ٹیکس کے جواز اور عدم جواز کے قائلین کے موقف میں تطبیق ممکن ہے۔ عدم کواز کے قائلین کا موقف اس اعتبار سے وزن رکھتا ہے کہ اگر زکوٰۃ و عشر کی صحیح اصولی کی جائے اور صحیح ادائیگی ہو جائے تو مزید دیگر ٹیکسوں کی ضرورت انتہائی کم رہ جاتی ہے۔

دوسری طرف جواز کے قائل علماء بھی اس بات کی سختی سے مخالفت کرتے ہیں کہ حکمران ٹیکس کے جواز کا بہانہ کر کے اپنی عیاشیوں کی خاطر عوام کا خون پی لیں، جدید ریاست اسلامی میں ٹیکس کے بارے میں قابل قدر چیزیں یہ ہیں کہ کوشش کی جائے کہ عشر اور زکوٰۃ کا نظام اس طریقے سے نافذ کیا جائے کہ ریاست کے تمام اخراجات پورے ہو سکیں اور رعایا پر دیگر ٹیکسوں کا بوجھ نہ ڈالا جائے۔ اگر واقعی کوئی ہنگامی صورت حال پیش آئے تو دیگر ٹیکس لاگو کیے جائیں لیکن یہ ٹیکس صاحب حیثیت اور مالداروں پر عائد ہوں۔ اور مالی حیثیت سے کمزور اور مسکین لوگوں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ ٹیکس کی وصولی کے لیے دیانت دار لوگوں کا تعین کیا جائے اور انہیں ٹیکس وصول کرنے کے حوالے سے وسیع اختیارات دیئے جائیں۔ تاکہ جس پر ٹیکس لاگو ہو اس شخص سے ادائیگی کو مکمل طور پر یقینی بنایا جائے۔

جو لوگ قحط سالی یا معاشی بدحالی کا شکار ہو جائیں ان لوگوں کو ٹیکسوں میں استثناء دیا جائے۔ جو اشیاء غریب اور عوام الناس استعمال کرتے ہوں ان اشیاء پر ٹیکس لاگو نہ کیا جائے۔ اس کے برعکس وہ چیزیں جو امیر اور سرمایہ دار لوگ استعمال کرتے ہیں ان پر ٹیکس لاگو کیا جائے اور ٹیکس کی وصولی میں سختی برتی جائے اور کسی بھی قسم کی رعایت نہ دی جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography/کتابیات

1. Encyclopaedia Britannica, 1968, Vol. 21, p. 723.
2. International Encyclopedia of the Social Sciences, 1974, Vol. 15, p. 521.
3. Dalton, Hugh. *Principles of Public Finance*. London, 1940, p. 263.
4. The Qur'an, Surah Al-Rum 30:38.
5. The Qur'an, Surah Adh-Dhariyat 51:19.
6. The Qur'an, Surah Al-Baqarah 2:219.
7. Abu 'Ubayd al-Qasim ibn Sallam. *Kitab al-Amwal*. Matba'ah al-Salafiyyah, Cairo, 1353 AH, p. 57.
8. Al-Tirmidhi, Muhammad ibn 'Isa. *Sunan al-Tirmidhi*. Qadeemi Kutub Khana, Karachi, Book of Zakat, Vol. 1, p. 240.
9. Al-Haythami, Nur al-Din 'Ali ibn Abi Bakr. *Majma' al-Zawa'id wa Manba' al-Fawa'id*. Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, Book of Zakat, p. 74.
10. Hamidullah, Dr. Muhammad. *Khutbat-e-Bahawalpur*. Beacon Books, Urdu Bazar Lahore, 2005, p. 201.
11. Abu Yusuf, Ya'qub ibn Ibrahim. *Kitab al-Kharaj*. Matba'ah al-Salafiyyah, Cairo, 1372 AH, p. 25.
12. Ibn Khaldun, 'Abd al-Rahman. *Muqaddimah Ibn Khaldun*. Dar al-Fikr, 1989, p. 380.
13. Abu Yusuf, Ya'qub ibn Ibrahim. *Kitab al-Kharaj*. Matba'ah al-Salafiyyah, Cairo, 1372 AH, p. 79.
14. Mawdudi, Sayyid Abul A'la. *Khilafat wa Mulukiyat*. Islamic Publications, p. 376.
15. Muhammad Zia al-Din al-Rais. *Al-Kharaj fi al-Dawlah al-Islamiyyah*. Egypt Edition, p. 376.
16. Abu Yusuf, Ya'qub ibn Ibrahim. *Kitab al-Kharaj*. Matba'ah al-Salafiyyah, Cairo, 1372 AH, p. 75.
17. Al-Tirmidhi, Muhammad ibn 'Isa. *Sunan al-Tirmidhi*. Maktabah Rahmaniyyah, Urdu Bazar Lahore, Book of Zakat, Vol. 1, p. 250.
18. Al-Tirmidhi, Muhammad ibn 'Isa. *Sunan al-Tirmidhi*. Maktabah Rahmaniyyah, Urdu Bazar Lahore, Book of Zakat, Vol. 1, p. 128.
19. Al-Mawardi, Abu al-Hasan 'Ali ibn Muhammad. *Al-Ahkam al-Sultaniyyah*. Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, 1980, p. 113.
20. Al-Sha'rani, 'Abd al-Wahhab. *Al-Mizan al-Kubra*. Egypt Edition, 1969, Vol. 2, p. 2.
21. Al-Shawkani, Muhammad ibn 'Ali. *Nayl al-Awtar*. Dar al-Fikr, Beirut, Vol. 8, p. 64.

22. ‘Ali al-Muttaqi ibn Husam al-Din al-Burhanpuri. *Kanz al-‘Ummal fi Sunan al-Aqwal wa al-Af‘al*. Dairat al-Ma‘arif, Hyderabad, Vol. 3, p. 249.
23. Ibn al-Humam. *Fath al-Qadir*, Book of Kafalah, Vol. 5, p. 433.
24. Ibn Khallikan. *Tarikh Ibn Khallikan*, Vol. 2, p. 132.
25. Al-Ghazali, Muhammad ibn Muhammad. *Al-Mustasfa min ‘Ilm al-Usul*. Matba‘ Amiriya, Qum, Vol. 1, p. 303.
26. Mawdudi, Sayyid Abul A‘la. *Islami*